43574-کیا رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی (سمع اللہ لمن حمدہ) کہے گا؟

سوال

میں نے ایک پملفٹ پڑھا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ مقتدی اور امام رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہیں، اور پھر مقتدی اللھم ربنا ولک الحمد کہیں، یہ ایسی چیز جو ہماری پرورش کے خلاف ہے کہ صرف امام ہی سمع اللہ لمن حمدہ کہے، اور مقتدی رکوع سے سر اٹھا کر اللھم ربنا ولک الحمد کہے، اس سلسلے میں ہمیں فتوی دیں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

اول :

رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا، اور سیدھے کھڑے ہو کر ربنا لک الحمد کہنا جمہور اہل علم کے ہاں مستحب سنت ہے، لیکن حنابلہ اسے واجب قرار دیتے ہیں، اور صحیح بھی یہی ہے کہ یہ واجب ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اس کی (یعنی اس کے واجب ہونے) دلیل درج ذیل ہے :

اول :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مواظبت اور ہمیشگی کی ہے اور کبھی اور کسی بھی حالت میں (سمع اللہ لمن حمدہ) کہنا ترک نہیں کیا.

دوم :

یہ رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونے کی علامت اور شعار ہے.

سوم :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
فرمان :

"جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم
ربنا ولک الحمد کہو" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (433/3).

سوال نمبر (
65847) کے جواب میں بیان ہو چکا
ہے کہ سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد نماز کے واجبات میں سے ہے.

دوم :

فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ :
انفرادی طور پر نماز ادا کرنے والا شخص رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ
اور سیدھا کھڑا ہو کر ربنا وولک الحمد کہے گا.

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی نے یہ
اتفاق شرح معانی الآثار (240/1) اور ابن عبد البر نے الاستذکار (178/2) میں
نقل کیا ہے.

اگرچہ مغنی میں اس مسئلہ کے متعلق
اختلاف بیان کیا گیا ہے، لیکن اختلاف یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کے لیے کیا
مشروع ہے.

دیکھیں : المغنی لابن قدامہ (548/1
).

امام کے متعلق یہ ہے کہ :

احناف اور مالکی کہتے ہیں کہ امام
صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے، اور اس کے لیے ربنا ولک الحمد کہنا مسنون نہیں.

لیکن شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ
امام سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہے اور ربنا ولک الحمد بھی.

راجح دوسرا قول ہے؛اس کی دلیل ابو
ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث ہے :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب
سمع اللہ لحمن حمدہ کہتے تو ربنا ولک الحمد کہتے"

صحیح بخاری حدیث نمبر(795) صحیح
مسلم حدیث نمبر(392).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے
بیان کیا ہے کہ اس اور دوسری احادیث سے امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کا استحباب
نکلتا ہے.

دیکھیں : فتح الباری (367/2).

اور مقتدی کے متعلق احنفاف، مالکی،
حنابلہ جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ مقتدی صرف ربنا ولک الحمد ہی کہے، اور وہ سمع
اللہ لمن حمدہ نہ کہے.

لیکن شافعیہ اور ظاہریہ نے اس کی
مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مقتدی کے لیے سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد
کہنا مستحب ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صفۃ الصلاۃ (135) میں اسے ہی
اختیار کیا ہے، مزید تفصیل کے لیے آپ امام سیوطی کا رسالہ "الحاوی للفتاوی" (1/
35) پڑھیں.

جمہور کا قول راجح ہے، واللہ اعلم.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی"
لقاء الباب المفتوح "میں کہتے ہیں :

"جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو
مقتدی سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے؛کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"امام تو اقتدا کرنے کے لیے بنایا
گیا ہے، چنانچہ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی
رکوع کرو، اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے
تو تم ربنا ولک الحمد کہو"

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: "جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو"

اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو
تم ربنا ولک الحمد کہو"

یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے تکبیر اور سمع اللہ میں فرق کیا ہے، چنانچہ ہم اسی طرح کہیں گے جس طرح وہ کہے گا،
لیکن سمع اللہ لمن حمدہ میں امام کی طرح نہیں کہینگے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم
ربنا ولک الحمد کہو"

یہ بالکل اس طرح ہے کہ: جب وہ سمع
اللہ لمن حمدہ کہے تو تم سمع اللہ لمن حمدہ مت کہو، لیکن ربنا ولک الحمد کہو، اس
کی دلیل حدیث کا سیاق وسباق ہے جس میں ہے:

"جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو"

اور جن اہل علم کا قول یہ ہے کہ وہ
سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد دونوں کہے تو اس کا قول ضعیف اور کمزور ہے،
کسی شخص کا بھی مطلقا قول قبول نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی کسی کا قول مطلقا رد
کیا جا سکتا ہے حتی کہ اسے کتاب وسنت پر پیش کر کے پرکھا جائیگا، اگر ہم اسے کتاب
وسنت پر پیش کرتے ہیں تو وہی کچھ پاتے ہیں جو آپ سن چکے ہیں" انتہی

دیکھیں: لقاء الباب المفتوح (120/1
).

مزید دیکھیں : المغنی (548/1)

الام (136/1) المحلی (35/1) الموسوعة الفقهية (27/93-94).

اس سے یہ پتہ چلا کہ اس مسئلہ میں

اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے اس لیے کسی پملفٹ میں بعض اہل علم کا یہ قول

پایا جانا کوئی تعجب والی بات نہیں.

واللہ اعلم.